امیر المؤمنین فی الحدیث

شیخ یونس صاحب جونپوریؒ

تعزیتی خطاب

مفکر ملت فخر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی

دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب وتحشیہ

عمران بن حسن خانپوری

خادم تدریس دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

تفصیلات

نام کتاب : امیر المؤمنین فی الحدیث شیخ یونس صاحب جونپوریؒ

خطاب : مفکر ملت فخر گجرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی

ترتیب وتحشیہ : مولانا عمران بن حسن خانپوری

کمپوزنگ : قاسم عمر فلاحی

ناشر

مجلس معارف کاپودرا

بھروچ، گجرات

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امیر المؤمنین فی الحدیث، یاقوتۃ العلماء، شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور، شیخ المشائخ حضرت مولانا یونس صاحب جونپوریؒ احادیث مبارکہ کے حوالہ سے ایسی عبقری شخصیت تھی جو صدیوں میں کبھی پیدا ہوا کرتی ہے ؂

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یکتائے زمانہ، یگانۂ روزگار، نمونۂ اسلاف، زاہد بے مثال وغیرہ القاب مل کر بھی حضرت کے مقام کے سامنے بونے معلوم ہوتے ہیں، واقعی حضرت والا کا سانحۂ ارتحال علمی دنیا کا اتنا بڑا خلا ہے کہ اب کیا پر ہوگا؟ اور کیسے پر ہوگا؟ ذهب الذين يعاش في أكنافهم۔

حضرت والاؒ کی وفات حسرت آیات کے دو تین ہی دنوں میں دار العلوم فلاح دارین ترکیسر ضلع سورت کی مسجد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں اساتذہ وطلبہ کے علاوہ بطور خاص مفکر ملت، فخر گجرات رئیس الجامعہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لائے، قرآن خوانی اور تعزیتی تجویز کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم کا نہایت پر تاثیر و اثر انگیز اور کرب وغم میں ڈوبا ہوا خطاب ہوا، حضرت شیخ کے اوصاف وکمالات کا ذکر اور پھر مفکر ملت کی زبانی سونے پر سہاگے کا مصداق تھا چنانچہ خود حضرت والا اور مجمع آبدیدہ تھا۔

اس عاصی وگنہگار کو دونوں ہی شخصیتوں سے والہانہ عقیدت ومحبت اور تلمذ کی سعادت حاصل ہے، اور دونوں ہی آبشاروں سے اپنا نصیب حاصل کرنے کی رب تبارک وتعالی نے خوش بختی عطا فرمائی ہے، اس بنا پر دوران خطاب ہی یہ عزم کرلیا کہ ان شاء اللہ اسے لکھ کر منظر عام پر لانے کی ضرور کوشش کریں گے، تاکہ افادہ عام وتام ہو، توفیق نے یاوری کی اور دو چار روز ہی میں لکھ کر حضرت والا دامت برکاتہم کی خدمت میں کا پودرا حاضری دی، حضرت نے پورا پڑھ کر بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور ترتیب وتحشیہ کے بعد اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی، لیکن پھر یہ کام غفلت وسستی اور مصروفیت ومشغولی کے ہاتھوں ٹلتا رہا، البتہ حضرت والا کی دعا وتوجہ کی برکت سے اب مکمل ہوگیا جو ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔

اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں- اور قارئین سے گذارش دعا- کہ یا اللہ! حضرت شیخ کو غریق رحمت فرما، اعلی علیین میں جگہ نصیب فرما، جنت الفردوس میں بلند وبالا مقام عطا فرما، حضرت کے خیر وبرکات اور علم وفضل سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اور حضرت مفکر ملت دامت برکاتہم کو شفاء کاملہ دائمہ عاجلہ مستمرہ عطا فرما، یا اللہ! تو شفاء مقدر فرمادے تو تجھے کون روک سکتا ہے؟ صحت وعافیت اور امن سلامتی کے ساتھ حضرت والا کا سایہ ہم پر دیر تک قائم فرما، اے سیدنا ایوب علیہ السلام کو شفا دینے والے شافی رب! ہمارے حضرت کو شفاء تامہ نصیب فرما، اور دونوں حضرات کی برکت سے ہماری اور جمیع قارئین کی اصلاح ومغفرت فرما۔

عمران بن حسن خانپوری
خادم تدریس دار العلوم ترکیسر
۲۹ ؍صفر ۱۴۳۹ھ
شب یک شنبہ بعد مغرب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ، الحمد للّٰہ الحی القیوم، الذی لا ینام ولا یموت، والصلاۃ والسلام علی حبیبنا المصطفی، ﷺ . الذی أنزل علیہ إنک میت وإنھم میتون[۱]، وعلی اٰلہ وأصحابہ وأتباعہ وعلماء أمتہ أجمعین

أما بعد ! أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والإکرام.[۲]

وقال تعالی وما محمّد إلا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، أفإن مات أو قتل انقلبتم علی أعقابکم ، ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللّٰہ شیئا وسیجزی اللّٰہ الشاکرین.[۳] ﴿صدق اللہ العظیم﴾

تمہید وآغاز

قابل احترام علماء کرام! اور میرے عزیز بھائیو!

مدارس کا جدید سال شروع ہوا تو میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ میں ایک دن ترکیسر چلا جاؤں تاکہ اساتذہ سے ملاقات ہوجائے اور طلبۂ عزیز کو بھی دیکھ لیں اور اس لئے میں نے مولانا ارشد صاحب[۴] سے فون بھی کیا تھا کہ طلباء کے داخلے کی کاروائی مکمل ہوگئی؟ تو انہوں نے کہا، ہاں! پانچ سو سے زائد طلبہ کا داخلہ ہوگیا ہے اور تخصص کے طلبہ کا داخلہ ابھی باقی ہے[۵]، میں نے کہا الحمدللہ۔

---

(۱) سورۂ زمر، آیت/۳۰ (۲) سورۂ رحمٰن، آیت/۲۵ (۳) سورۂ آل عمران، آیت/۱۴۴ (۴) مولانا ارشد صاحب کاپودروی: دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر کے فاضل ہیں اور المعہد العالی حیدرآباد سے تخصص فی الافتاء بھی کیا ہے، اور ۲۰۰۴ء سے تا حال دارالعلوم فلاح دارین کے نائب مہتمم ہیں۔ (۵) دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر ضلع سورت، جنوبی گجرات، انڈیا کی مشہور ومعروف دینی درس گاہ اور ملک وبیرون ملک کے ممتاز جامعات میں سے ایک ہے جسے ستائیس (۲۷) سال کے طویل عرصہ تک صاحبِ خطاب ہذا مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کے زیر سایہ واہتمام ترقی کرنے اور ممتاز علماء وفضلاء، قراء وارباب فتاوی، مصنفین ومہتممین اور دین کے خدام وداعی تیار کرنے کی سعادت حاصل رہی، فی الحال دارالعلوم میں طلبہ کی مجموعی تعداد تقریبا ۵۷۵ ہے جس میں سے شعبۂ تخصص فی التجوید والقراءات میں استفادہ کرنے والے علماء کرام کی تعداد ۴۰ ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے أضواء علی تاریخ الحرکۃ العلمیۃ والمعاھد الاسلامیۃ والعربیۃ فی غجرات الھند للشیخ عبد اللہ الکافودروی)

میری طبیعت بہت خراب ہے اور اب میرے لئے سفر دشوار ہوگیا ہے لیکن مدرسہ سے ایک خاص قسم کا ہمارا لگاؤ ہے اس لئے مرتے دم تک ہم چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی ضرورت سے مدرسہ میں آئیں اور طلبہ سے ملاقات کریں اور ان کی پیش رفت سے واقف ہوں۔

بہر حال اس دوران کہ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ مدرسہ میں داخلہ کارروائی مکمل ہوجائے تو کسی دن ترکیسر چلے جائیں گے کہ اچانک مسلسل اتنے بڑے حادثات پیش آئے جن کا تصور بھی نہیں تھا، ابھی مولانا ارشد صاحب نے جو تعزیتی تجویزیں پیش کیں ان میں ان حضرات کے حالات بیان کردئے ہیں۔

آہ! حضرت شیخ یونس صاحبؒ

ان حادثات میں سے حضرت مولانا شیخ یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کا حادثہ بہت بڑا اور عالمی حادثہ ہے اور ان کی وفات کا صدمہ صرف مظاہر العلوم سہارنپور ہی کا صدمہ نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے دینی حلقوں کا صدمہ اور نقصان ہے اور اس کو باقاعدہ محسوس کیا گیا ہے۔

عربی کا مشہور شعر ہے ؎

وما كان قيسٌ هُلْكُه هُلْكُ واحدٍ ولٰكنّه بُنيانُ قومٍ تَهَدَّمَا(٦)

میرے دوستو! یہ ایک شخص کی موت نہیں، کسی ایک فرد یا ایک عالم کی موت نہیں، بلکہ حضرت کی وفات سے پورے علمی حلقے کی ایک عجیب سی کیفیت ہے، عجیب سا خلا پیدا ہوگیا ہے،

---

(٦) اس مشہور شعر میں قیس سے مراد حضرت قیس بن عاصم تمیمی منقری ہیں، جو جاہلیت اور اسلام دونوں ہی ادوار میں سرداران قوم میں سے تھے اور شراب کی حرمت کے قائل تھے۔ سنہ ۹ھ میں وفد بنو تمیم کے ساتھ تشریف لاکر اسلام قبول فرمایا تھا، عقل وحلم میں اپنی مثال آپ تھے، حتی کہ احنف بن قیس جیسے حلیم شخص بھی حلم میں انہیں آئیڈیل مانتے تھے۔ حضرت امام حسن بصریؒ اور احنف بن قیس ان سے روایت کرتے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں **سيد أهل الوبر** کے خطاب سے نوازا تھا۔ (أخرجه الثلاثة) آپ کی وفات کے بعد عبدة بن الطبيب نے آپ کے لئے ایک مرثیہ لکھا جس میں یہ مشہور زمانہ اور زباں زد شعر بھی ہے (البداية والنهاية لابن كثير سنہ ٤٧ھ، اسد الغابة فى معرفة الصحابة باب القاف)

اس لئے کہ ہم سے وہ شخص رخصت ہوا ہے جو اس آخری دور میں پورے پچاس سال تک مسند حدیث پر بیٹھ کر بخاری شریف کا درس دیتا رہا اور رات دن شروحات بخاری میں گزارتا رہا، آپ جب بھی دیکھو گے حضرت والا کے سامنے یا تو حافظ ابن حجرؒ کی فتح الباری ہوگی یا علامہ عینیؒ کی عمدۃ القاری ہوگی یا کبھی علامہ ابن بطال کی شرح بخاری ہوگی اور ان کے علاوہ ایسی ایسی کتابیں جن کے نام بھی ہم نے پہلے نہیں سنے تھے وہ حضرت کے پاس رہتی تھیں اور آپ ان کی طرف مراجعت فرماتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو غضب کا حافظہ دیا تھا اور غضب کا علم دیا تھا اس لئے حضرت کی وفات کا صدمہ پورے عالم اسلام میں محسوس کیا گیا۔

پورا عالم سوگوار

چنانچہ حضرت کی وفات کے بعد مدینہ منورہ سے شیخ عامر بہجت[۷] کا خط آیا، میرے پاس اس کی کاپی آئی[۸]، انہوں نے بڑے افسوس کا اظہار کیا اور شیخ حامد اکرم بخاریؒ[۹] نے بھی اظہار افسوس کیا اور شیخ احمد عاشور[۱۰] جو مدینہ منورہ میں ہیں اور شیخ کے عاشق ہیں وہ بھی رو رہے تھے، اور انڈونیشیا کے لوگ پریشان ہو گئے حالانکہ یہ ملک، ہندوستان سے کتنا دور ہے اور ہمیں اس کا اندازہ بھی نہیں تھا کہ انڈونیشیا میں بھی حضرت کے ساتھ ایسا تعلق رکھنے والے لوگ ہوں گے، کل انگلینڈ سے انگریزی میں ایک تحریر آئی جس میں لکھا تھا کہ انڈونیشیا میں حضرت کے چاہنے والے جمع ہوئے اور انہوں نے بہت ہی رنج وغم کا اظہار کیا اور یہ طے کیا کہ حضرت کے نام کی ایک مسجد

---

(۷) شیخ عامر بہجت: آپ کا اسم گرامی عامر بن محمد فدا بن محمد عبد المعطی بہجت ہے، تاریخ ولادت ۲۹ رصفر ۱۴۰۴ھ ہے مدینہ منورہ کے باشندے ہیں، جامعہ طیبہ المعهد العالی للأئمة و الخطباء میں فقہ واصول فقہ کے مدرس ہیں، نیز مسجد نبوی علی صاحبہ ألف ألف تحیة وسلام میں قائم معہد میں اصول فقہ حنبلی کی تدریس کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں، کم عمر ہونے کے باوجود جید الاستعداد، فقہ حنبلی کے اصول وفروع کی وسیع معلومات رکھنے والے متبحر عالم دین اور صلاح وتقوی اور تواضع وانکساری میں اپنی مثال آپ ہیں، پارسال شیخ حامد بخاری صاحب کے ہمراہ یہ بھی تشریف لاتے تھے اور اجلاس کے دوران عقود رسم المفتی فی أصول الفقہ الحنفی کے اشعار فرفر سنا کر مجمع کو حیران وششدر کر دیا اور کئی علماء وطلباء کے دلوں کی انگیٹھی کو حفظ متون کے لئے گرم کر گئے۔ (بقیہ اگلے صفحے پر)

بنائیں گے، اب آپ اندازہ لگائیے کہ ایک شخص کا انتقال سہارنپور میں ہو رہا ہے اور انڈونیشیا میں

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) (۸) أصحاب الفضيلة المدرسون وطلاب العلم فى مدرسة مظاهر العلوم سهارنفور وغيرها وفقهم الله۔

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔

فقد بلغنا خبر وفاة الشيخ العالم المحدث الناسك الزاهد بقية السلف شيخنا محمد يونس الجونفورى رحمه الله فإنا لله وإنا إليه راجعون، وأحسن الله عزاء كم وجبر مصيبتكم، وغفر للفقيد وتغمده برحمته ورضوانه، وأسكنه الفردوس الأعلى من الجنة، وعوض المسلمين خيرا۔

اللهم اجزه عن طلاب العلم خير الجزاء، اللهم عوض المسلمين عامة وطلاب العلم فى مظاهر العلوم خاصة، اللهم اغفرله وارحمه، وأكرم نزله ووسع مدخله، واغسله بالماء والثلج والبرد، آمين۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوكم عامر بهجت

المدرس بالمسجد النبوى ورئيس مكتب الفقهاء للتعليم الفقهى

المدينة المنورة بتاريخ ١٧/١٠/١٤٣٨ھ۔

(۹) شیخ حامد بن احمد بن اکرم بخاری: وہ عظیم المرتبت محدث اور عالم ربانی ہیں جنہوں نے علوّ اسناد کے حامل بچاسوں مشائخ حدیث سے اجازت حدیث اور کئی مقرئین ومجودین سے سند قراءات حاصل کی، مدنی الاصل ہیں ان کے اجداد کرام نے بلاد ماوراء النہر نقل مکانی فرما کر وادیٔ فرغانہ میں سکونت اختیار کی تھی، پھر شیخ کے جدامجد شیخ اکرم ۱۳۴۰ھ کے بعد حرمین کی جانب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ سکونت پذیر ہوئے اور تب سے شیخ کا خاندان دوبارہ مدینہ منورہ میں آباد ہے چنانچہ شیخ کی ولادت بھی ۱۳۸۷ء میں مدینہ منورہ میں ہی ہوئی تھی، شیخ علم وعمل تقوی وطہارت، پاکیزہ افکار، فہم وفراست، تواضع وخاکساری اور علمی اسفار وغیرہ میں نمونۂ سلف ہیں، پچھلے سال ۱۴۳۸ھ میں ہندوستان تشریف لائے تھے اور مختلف جامعات ومدارس میں دروس حدیث کی مجالس بھی قائم فرمائی تھیں بطور خاص مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم العالیہ نے (۱۰۰) سو سے زائد مشائخ واساتذۂ حدیث کو مدعو فرما کر مسجد عائشہ کاپودرہ میں اجازت حدیث کی مجلس کا انعقاد واہتمام فرمایا تھا، جس کا کیف وسرور حاضرین آج تک محسوس کر رہے ہیں۔

(۱۰) احمد بن عبدالملک عاشور مکی ومدنی، مدینہ منورہ کا وہ خوش نصیب، علم دوست، کثیر المطالعہ، اور شیخ یونسؒ کا عاشق وشیدا نوجوان عالم وفاضل جس نے تقریباً پانچ سو سے زیادہ مشائخ حدیث وقراءات سے اجازت وسند حاصل کی ہے، متقی وپرہیزگار، یکسو اور تنہائی پسند ہے لیکن شیخ جب بھی حرمین تشریف لے جاتے تو ہر وقت شیخ کی خدمت میں حاضر رہتے اور شیخ سے دسیوں بیسیوں کتابیں پڑھ چکے ہیں، شیخ بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور انہیں بہت اہمیت دیتے تھے۔

ان کے محبین یہ چاہتے ہیں کہ حضرت کی یادگار قائم ہونی چاہیئے ، یہ زندگی کی علامت ہے ، یہ محبت کی علامت ہے کہ ہزاروں میل دور رہنے کے باوجود بھی ان کے دل میں یہ بات آئی کہ شیخ کی شخصیت ایک ایسی شخصیت تھی جس کو جلدی بھلایا نہیں جاسکتا۔

شیخ علم کیلئے وقف ہوگئے تھے

شیخ الحدیث حضرت مولانا یونس صاحبؒ نے سب کچھ چھوڑ کر اپنے آپ کو سہارنپور میں ڈال دیا، آپ طالب علمی کے زمانہ میں بیمار ہوگئے ،خون کی قے آنے لگی، اور ناظم مظاہر علوم سہارنپور مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی! گھر چلے جاؤ، تو انہوں نے کہا کہ نہیں حضرت! میں تو یہیں رہوں گا،حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے فرمایا کہ یونس تو یہاں رہ کر کیا کرے گا؟ جا گھر چلا جا! لیکن انہوں نے کہا کہ حضرت! پھر میرے سبق کا کیا ہوگا؟ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تو بیمار ہے سبق ویسے بھی کیا سنے گا! تو انہوں نے کہا کہ حضرت کچھ باتیں تو میرے کان میں پڑ جائیں گی، اگر میں گھر چلا جاؤں تو اس سے بھی محروم ہوجاؤں گا، یہ ہے ہمارے طالب علموں کے لئے عبرت کی چیز، اب تو معمولی بخار ہوتا ہے، ذرا سا پیٹ میں درد ہوتا ہے تو رقعہ لے کر آجاتے ہیں کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔اوران کو خون کی قے ہورہی ہے ،ناظم صاحب مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کہہ رہے ہیں کہ یونس گھر چلے جاؤ، حضرت شیخ فرمارہے ہیں کہ گھر چلے جاؤ، لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں! حضرت! میں تو یہیں رہوں گا تو حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے اپنے خاص انداز میں فرمایا کہ ''اچھا تو پھر پڑا رہ'' یہی جملہ ارشاد فرمایا کہ جب نہیں جانا چاہتا تو پڑا رہ، اور شیخ کا یہ جملہ بھی بڑا عجیب وغریب تھا کہ بس وہ وہاں پڑے رہے، اور سات سال تک تو ایک دن بھی اپنے وطن جونپور تشریف نہیں لے گئے ، نہ رمضان کی چھٹی میں گئے ، نہ عید کرنے گئے اور نہ کسی اور موقع سے،مکمل سات سال تک سہارنپور میں پڑے رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فارغ ہونے کے بعد فوراً مظاہر علوم کے ذمہ داروں نے تدریس کے لئے ان کا

تقرر کرلیا، جو قابل جوہر ہوتا ہے نا، اس کو تو جوہری پہچانتے ہیں۔

ع قدرِ جوہر شاہ داند یا بداند جوہری

مظاہر علوم کے ذمہ داران سمجھ گئے کہ یہ تو ہیرا ہے، اس کو ضائع نہیں ہونا ہے اس لئے فوراً مدرس کی حیثیت سے تقرر کرلیا، شیخ مدرس بن گئے اور پڑھاتے رہے پڑھاتے رہے، اور پھر ایک وقت وہ آیا کہ حضرت شیخ زکریاؒ کے لئے اپنے اعذار اور بطور خاص نظر کی کمزوری کی وجہ سے بخاری شریف کا درس دینا مشکل ہوگیا اور یہ مسئلہ پیش آیا کہ اب بخاری شریف کا درس کس کے سپرد کریں تو باوجود یکہ سہارنپور میں قدیم اساتذہ موجود تھے لیکن حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ بھائی! بخاری شریف یونس پڑھائے گا، اور اس فیصلے پر لوگوں کو بڑا تعجب بھی ہوا کہ یہ نوجوان آدمی! حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے صحیح ہے، آپ جانتے تھے کہ اس شخص کے اندر کیا جوہر پیدا ہوچکا ہے، اس شخص نے اپنے آپ کو علم کے لئے وقف کردیا ہے۔

موت کیا ہے ایک سفر ہے

موت تو میرے دوستو! آنی ہی آنی ہے۔

وما الموتُ إلا رحلةٌ غيرَ أنها　　　مِن المنزلِ الفاني إلى المنزلِ الباقِي(۱۱)

موت کیا ہے؟ ایک سفر ہے۔ رحلۃ کے معنی سفر۔ موت ایک سفر ہے اور سفر کا ہے کا؟ فانی دنیا سے باقی دنیا کا۔

الموتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الحبيبَ إلى الحبيبِ(۱۲) موت ایک پل ہے ایک دوست کو دوسرے دوست تک پہونچاتا ہے، ان اہل اللہ کے دلوں میں اللہ رب العزت سے ملنے کی بڑی تمنا ہوتی ہے اس لئے کہ اس دنیا میں تو خدا تعالیٰ کے دیدار بھی نہیں ہوسکتے، اللہ کی ملاقات نہیں

(۱۱) ديوان أبي العتاهية ص/۲۸۹ (۱۲) یہ حبان بن الأسود کا قول ہے جو مشہور و معروف ہے (احیاء فضائل اہل البیت للسیوطی ص/۳۹ بحوالہ صاحب حلیۃ ابونعیم اصفہانیؒ۔ اور بعض حضرات نے حبان کو بائے موحدۃ کے بجائے یائے مثناۃ کے ساتھ حیان لکھا ہے، واللہ اعلم۔

ہوسکتی اور انہیں اس کا شوق ہوتا ہے اس لئے درمیان میں موت کا مرحلہ آنا ہی آنا ہے، اور جب موت آجاتی ہے تو دوست کی دوست سے ملاقات ہوجاتی ہے اور دیدار ہوجاتا ہے۔

الموتُ جِسرٌ یُوْصِلُ الحبیبَ إلی الحبیبِ ان حضرات اہل اللہ کے لئے مرنا تو کوئی ایسی بات نہیں، یہ تو متمنی رہتے ہیں کہ کب ہمارا وقت آئے تو اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں اور ملاقات کریں، یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں فارسی کے شاعر نے کہا ؎

یاد داری کہ وقت زادنِ تو ہمہ خنداں بودند تو گریاں

آں چناں زی کہ وقتِ مردنِ تو ہمہ گریاں بُوند تو خنداں

تجھے یاد ہے؟ کہ تیری پیدائش کے وقت سب گھر والے خوش ہورہے تھے کہ آہا آہا! صاحب زادے صاحب تشریف لائے، ارے بھئی! مٹھائی تقسیم کرو، لڑکا ہوا ہے لڑکا، دنیا میں زندگی ایسی گزار کہ جب تو دنیا سے جائے تو ساری دنیا کی آنکھوں میں سے آنسو ٹپکتے ہوں اور تو خوش وخرم جارہا ہو ؎

نشان مردِ مؤمن با تو گویم چو مرگ آید تبسم برلب اوست (۱۳)

شاعر کہتا ہے کہ میں تمہیں مردِ مؤمن کی نشانی بتاتا ہوں، جب اس کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر تبسم ہوتا ہے کہ میں اب اس جھنجھٹ والی دنیا کو چھوڑ کر جارہا ہوں۔

اور شیخ کا تو عجیب وغریب مزاج تھا، ایک طالب علم شیخ کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت! میری دادی اماں بیمار ہیں دعا فرمادیجئے! حضرت نے پوچھا: کیا عمر ہے؟ اس نے کہا حضرت! اسی سال، حضرت کہنے لگے، اچھا ہے مرجائے تو، وہ ہکا بکا ہوگیا کہ میں تو دعا کرانے آیا کہ حضرت میری دادی بیمار ہیں شفاء کے لئے دعا کردیجئے اور حضرت فرمارہے ہیں ''بہت اچھا مرجائے تو'' تو حضرت یہ چاہتے تھے کہ اتنی لمبی زندگی ہوگئی اب ادھر ادھر ٹھوکریں کھائے گی اس سے اچھا کہ مرجائے، مرکر کہاں جانا ہے دوست کے پاس تو جانا ہے اور مرنا تو ہے ہی ہے، یہ حضرت کا مزاج تھا.

(۱۳) یہ علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے۔

شیخ کے عشق رسول کی ایک جھلک

ہم کبھی فون کرتے تھے اور عرض کرتے تھے کہ حضرت یہ احوال ہیں وہ احوال ہیں تو فرماتے کہ مولانا اس کی فکر نہ کرو، درود شریف پڑھو، کئی مرتبہ حضرت نے مجھے فون پر کہا، مولانا! درود پڑھو، اخیری زندگی میں حضرت پر بہت زیادہ اثر ہوتا تھا چنانچہ شیخ جب جناب رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی بولتے تھے تو فوراً آنکھوں میں سے آنسو ٹپک پڑتے تھے، یہ ہے عشق رسول، حدیث شریف پڑھاتے پڑھاتے ان حضرات کو رسول اللہ ﷺ سے اتنی قربت ہوجاتی تھی کہ وہ برداشت بھی نہیں کرسکتے تھے کہ آپ ﷺ کا یوں ہی رواروی میں نام لے لیں۔

مولانا اسماعیل صاحب بداتؒ اور یاد مدینہ

یہ مولانا اسماعیل صاحب بدات[۱۴] رحمۃ اللہ علیہ نانی نرولی والوں کا جو ابھی ذکر ہوا جن کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا ہے ایک مرتبہ وہ مدینہ منورہ سے یہاں تشریف لائے، اتفاق سے حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ یہاں ترکیسر تشریف لائے تھے، حضرت کو جب پتہ چلا کہ مولانا اسماعیل صاحب تشریف لائے ہیں، اب حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کا مقام کہاں؟ کتنا اونچا! لیکن شیخ کی نسبت کی وجہ سے کہ یہ مولانا اسماعیل صاحب حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے خلیفہ ہیں تو حضرت مولانا علی میاںؒ نے کہا کہ بھئی! ہم مولانا اسماعیل صاحب کی ملاقات کے لئے نانی نرولی چلیں گے، میں حیران رہ گیا، اچھا! اس زمانہ میں یہاں ترکیسر میں زیادہ گاڑیاں نہیں تھیں، ہم نے ادھر ادھر آدمی دوڑائے لیکن کوئی گاڑی ہی نہیں ملی، میں نے حضرت سے کہا کہ

---

(۱۴) مولانا اسماعیل صاحب بداتؒ: صوبہ گجرات میں ضلع سورت کے چھوٹے سے گاؤں نانی نرولی کے باشندے تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے تلامذہ مجازین میں سے بھی ہیں، اور برسوں سے مدینہ منورہ ہی میں سکونت پذیر تھے اور وہیں ٹھیک اسی دن جس دن شیخ یونس نور اللہ مرقدہ کے وفات پائی وہ بھی رحلت فرما گئے اور جنت البقیع میں پیوند خاک ہوئے۔

حضرت! گاڑی نہیں ملی، تو حضرت کو یہ بات ذرا ٹھیک معلوم نہیں ہوئی، حضرت نے یہ فرمایا کہ اچھا گاڑی نہیں ہے تو پیدل چلیں گے، مجھے یاد ہے کہ حضرت نے یہی فرمایا کہ گاڑی نہیں ہے تو پیدل چلیں گے لیکن وہاں جانا ہے، میں حیران ہوگیا کہ حضرت کو مولانا اسماعیل صاحب سے ملنے کا کتنا تقاضہ ہے! اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ سورت سے گاڑی لے کر ایک مہمان آگئے تو میں نے ان سے درخواست کی کہ بھئی! آپ ٹھہرو، میں مولانا کو لے کر نانی نرولی جا کر آتا ہوں حضرت مولانا کو بہت تقاضہ ہے اوران کی اجازت سے میں حضرت والا کو لے کر نانی نرولی مولانا اسماعیل صاحب کے یہاں گیا، آپ دیکھئے! بڑے لوگوں کا حال! انہیں مدینہ منورہ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کی نسبت کا کیسا خیال! بہرحال ہم وہاں گئے، حضرت مجلس میں حاضر تھے مولانا علی میاںؒ نے پوچھا کہ مولوی اسماعیل صاحب آپ مدینہ منورہ سے کب آئے؟ بس اتنا سوال پوچھا ''مدینہ منورہ سے کب تشریف لائے'' اتنا سنتے ہی مولانا اسماعیل صاحب رونے لگے، اور جب رونے لگے تو آواز بند ہوگئی۔ وہ کوئی جواب نہیں دے رہے ہیں، مولانا ادھر بیٹھے تھے دو چار آدمی درمیان میں تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ رو رہے ہیں اور رونے کی وجہ سے بول نہیں پا رہے ہیں، تھوڑی دیر میں ہچکیاں بندھ گئیں اور زور سے چیخے، جب یہ واقعہ پیش آیا میں خود موجود تھا میرا چشم دید واقعہ ہے انہوں نے چیخ لگائی، تب جا کر سب کو پتہ چلا کہ وہ تو مدینہ منورہ کی یاد ستا رہی ہے اس لئے رو رہے ہیں، یہ کیفیت ہوتی تھی حضرت کے خلفاء کی۔

بلادعرب کی شیخ کی مجالس حدیث

میرے عزیزو!

حضرت مولانا یونس صاحبؒ ہماری اس صدی کے بہت بڑے محدث تھے، مدینہ منورہ اور مکہ شریف میں میں نے خود دیکھا کہ وہاں کے علماء حضرت کے سامنے طلبہ کی طرح دوزانو بیٹھ کر بخاری شریف سناتے تھے شیخ کے سامنے بیٹھ کر بخاری شریف پڑھتے تھے، اسی طرح شیخ کو کویت

اور قطر بلایا گیا اور وہاں مسجد میں مجلس رکھی گئی جس میں سینکڑوں اہل علم جمع ہوئے اور وہاں حدیث کی تلاوت ہوئی اور شیخ سے اجازت حدیث لی گئی، اور میں نے دیکھا کہ شیخ بلا تکلف عربی میں بات کرتے ہیں، میں نے شیخ کو عربی میں اس طرح بات کرتے ہوئے پہلے نہیں سنا تھا حضرت ایسے بولتے تھے کہ آپ کو اندازہ نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ سہارنپور کا مدرس ہے یا مکہ معظّمہ کا کوئی مدرس ہے، میں حیران تھا کہ جیسی ان کو اردو پر قدرت ہے ویسی عربی میں بلا تکلف بولنے پر قدرت ہے، اور حدیث کی ایسی ایسی کتابوں تک ان کی رسائی تھی جن کو ہمارے بہت سے علماء جانتے تک نہیں۔

شیخ کا تحقیقی مزاج

ایک مرتبہ میں سہارنپور حاضر ہوا تو حضرت والا مطالعہ میں مشغول تھے، بہت دیر تک وہ مشغول رہے میں بیٹھا رہا، پھر انہوں نے سر اٹھایا اور فرمانے لگے بھائی! میں نے ایک عبارت دیکھی تو میرے دل میں یہ آیا کہ اس مصنف نے یہ بات کہاں سے نکالی ہوگی؟ تو میں تین دن سے اس کی تلاش میں ہوں، اب جا کر معلوم ہوا کہ اس نے فلاں سے یہ بات لی ہے، اس کو کہتے ہیں محقق آدمی، یہ نہیں کہ کتاب میں ایک بات پڑھ لی اور بس، یہ معلوم ہی نہیں کہ صاحب کتاب یہ بات کہاں سے کہہ رہا ہے اور اس نے یہ بات کہاں سے نقل کی ہے، اصلا اس کا قائل کون ہے؟ آدمی تحقیق کرے یہ ہے دراصل علم کا ذوق، جو لوگ علم کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں انہیں برسوں کے بعد یہ چیز حاصل ہوتی ہے، ایسے ہی نہیں حاصل ہوتی۔

دردِ دل

میرے طلبۂ عزیز! آپ کا نیا سال ہے آپ حضرات اس کو گرہ میں باندھ لیں کہ اگر آپ کو اچھا عالم بننا ہے تو دنیوی چیزوں سے اپنے آپ کو ہٹا کر مدرسہ میں جی لگاؤ، اور ایسے یکسو ہو جاؤ کہ

آپ جانتے ہی نہیں کہ دنیا کیا ہے؟ ایک مشہور شعر ہے جس کو ہم بار بار دہراتے ہیں ؎

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا　　مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

یہ صرف منہ سے بولنے کی چیز نہیں ہے، شیخ نے اس پر عمل کر کے بتایا، شیخ کے کمرے میں جہاں ان کی سونے کی جگہ تھی وہاں ان کی چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر ہوتا اور شیخ بیچ میں ہوتے، جب میں وہاں جاتا تھا اور یہ منظر دیکھتا تھا تو مجھے یہ شعر یاد آتا تھا ؎

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا　　مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

شیخ کا استغناء

اور حضرت والاؒ میں طبیعت کا استغناء ایسا تھا جو ایک عالم دین میں ہونا ضروری ہے، حجاز مقدس کے اسفار میں حضرت کو لوگوں نے لاکھوں روپئے ہدیہ میں دئے، ایک دو پیسے نہیں، لاکھوں روپئے دئے لیکن حضرت اس کو سہارنپور بھی نہ لائے، وہیں مکہ شریف میں اور مدینہ شریف میں خرچ کر دئے کہ وہاں کے غرباء پر تقسیم کر دو، ابھی ریونین کے سفر میں محمد بھائی نے شیخ کو ایک بڑی رقم دی، فرمایا ارے میں اس کا کیا کروں گا اس کے علاوہ بڑی بڑی رقمیں حضرت کو سہارنپور میں پیش کی گئیں، حضرت نے فرمایا بھائی! یونس کا کھانا تو مختصر سا ہے، وہ ان پیسوں کا کیا کریگا، اچھا، مولوی صاحب یہاں آؤ، دیکھو! یہ مولانا صدیق صاحب باندویؒ کے مدرسہ میں دے دو، یہ مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری کے مدرسہ میں بھیج دو، یہ مدرسہ قدیم والوں کو بھی دے دو، اور تھوڑی دیر میں رقم تقسیم کر دیتے، ایسے آدمی مشکل سے ملیں گے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یہ دیدہ ور روز روز نہیں پیدا ہوتے اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا عجیب نظام ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

جب دو سال پہلے حضرتؒ مدینہ منورہ میں سخت بیمار ہوگئے تھے تو ڈاکٹروں نے ہاتھ اٹھا دیئے تھے، مولانا یونس صاحب رندیرا[۱۵] نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ ڈاکٹر مایوس ہو چکے ہیں، لیکن شیخ نے کہا کہ مجھے ہندوستان لے جاؤ، تم لوگ ایسا سمجھتے ہو کہ میں مر جاؤں گا، تم لوگ سب جمع ہو گئے ہو اور یہ سمجھ رہے ہو کہ میرا وقت آ گیا ہے، مجھے ابھی دو سال باقی ہیں، شیخ اس حالت میں ہندوستان تشریف لائے میں نے ان کو ملت ہوسپٹل بمبئی میں دیکھا ہے، مجھے دیکھ کر لگا کہ شیخ کی حالت تو اتنی نازک ہے اور فرما رہے ہیں کہ مجھے ابھی دو سال باقی ہیں یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہوں گے؟ عجیب کیفیت تھی! غنودگی طاری ہو جاتی تھی، ملت ہوسپٹل کے ڈاکٹر سب جمع ہیں، لیکن شیخ ہیں کہ کہہ رہے ہیں ''ابھی نہیں مرنا ہے ابھی کچھ کام باقی ہے'' لیکن سب جانتے ہیں کہ وہ دو سال پورے ہوگئے ۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

پند و نصیحت

ایسا صفائے قلب پیدا کرو دوستو! اور علم کی اس سطح پر پہونچنے کے لئے محنت ضروری ہے، ہمارا یہ تعلیمی سال نو شروع ہو رہا ہے، ایسے افراد ہمارے لئے نمونہ ہیں ۔

أولئک آبائِی فَجِئنِی بِمِثْلِهِم   إذا جَمَعَتنَا یا جَرِیرُ الْمَجَامِعُ [۱۶]

یہ ہمارے باپ دادا ہیں، کوئی لا کر تو بتائے۔ ان کے اندر دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کا

(۱۵) مولانا یونس رندیرا صاحب : دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر کے فاضل ہیں، فراغت کے بعد شیخ یونسؒ کے یہاں رہ کر صحیحین کی سماعت کی اور تاوفات شیخ کے مقرب ترین خادم رہے نیز شیخ کے مجازین میں سے ہیں، اور ایک مدت سے مدینۃ الرسول ﷺ میں سکونت پذیر ہیں۔ (۱۶) اموی دور کے مشہور شاعر فرزدق کا شعر ہے جس کا نام ہمام بن غالب اور کنیت أبو فراس ہے، مدح و ہجاء اور فخریہ اشعار میں شہرت تام رکھتا ہے۔

شوق ہے، زہد وتقویٰ ہے، ان کو علم سے تعلق ہے، اللہ کی ذات عالی سے تعلق ہے، رسول اللہ ﷺ کا عشق کیسا ہوتا ہے، کوئی ان سے سیکھے اور یہی حال مولانا اسماعیل صاحب کا تھا، ایسے لوگ مشکل سے ملتے ہیں، میرے عزیزو! ان کی راہ پر چلو اوران کی طرح بننے کی کوشش کرو۔

حکیم الیاس صاحبؒ کی وفات

ایک اور شخصیت جن کا انتقال ہوا حکیم الیاس(۱۷) صاحبؒ ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کو بہت چاہتے تھے، کل ہم نے حضرت مولانا یوسف صاحب(۱۸) موتالا کو فون کیا تھا، فرمانے لگے کہ حضرت شیخ کو ان سے عجیب وغریب تعلق تھا، چاہے پانچ سو آدمی دسترخوان پر ہوں، جیسا کہ معلوم ہے کہ رمضان میں بہت لوگ ہوتے تھے، لیکن جب حکیم الیاس تشریف لاتے تھے تو شیخ فرماتے تھے کہ الیاس! یہاں آجاؤ! یہاں آجاؤ! اوراپنے ساتھ بٹھاتے تھے، حکیم الیاس صاحبؒ کے اخلاق اتنے بلند تھے کہ حضرت مولانا یوسف موتالا مجھ سے کہنے لگے کہ ایک دوسال پہلے جب میں سہارنپور گیا تھا تو جہاں میں ٹھہرا تھا وہاں وہ مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے، مجھے بہت شرمندگی ہوئی اس لئے کہ وہ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں، مولانا موتالا فرمانے لگے کہ اس کے بعد جب گذشتہ سال میں دوبارہ سہارنپور گیا تو میں نے رفقاء سے کہا بھائی! جلدی انہیں ملنے چلو، کہیں وہ ہمیں ملنے نہ آجائیں، فرمایا کہ جب میں ان کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہ شیروانی پہن کر جوتے پہن رہے تھے اور ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا، انہوں نے دروازہ کھولا اور فرمایا مولانا ہم تو آپ کو ملنے آرہے تھے۔

---

(۱۷) حکیم الیاسؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے داماد اور حکیم ایوب صاحبؒ کے صاحبزادے ہیں، بچپن ہی سے حضرت شیخ زکریا سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور حضرت شیخ کو بھی ان سے بہت محبت اور انس تھا (آپ بیتی حضرت شیخؒ ج ۱/ص ۳۱۸/۳۹۱،۱)۔ (۱۸) حضرت مولانا یوسف صاحب موتالا اصلاً جنوبی گجرات کے قصبۂ ورٹھی کے باشندے، حضرت شیخ زکریاؒ کے مجاز اور اخص الخواص عالم وفاضل ہونے کے علاوہ دارالعلوم بری برطانیہ کے بانی ومہتمم وشیخ الحدیث ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

تواضع

اصل میں اہل علم کی تواضع یہ ہے اور یہ ہے سیکھنے کی چیز، بڑے درجہ پر پہونچنے کے بعد بھی آدمی کے اندر تواضع ہونی چاہئے، ہمارا مسئلہ تو کچھ عجیب سا ہو گیا ہے، ہم دو چار کتابیں پڑھا لیتے ہیں، اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ہمیں ملنے آئیں، ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کے لئے جھکتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اونچا اٹھا دیتے ہیں، شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے ؂

نہد شاخِ پُر میوہ سر بر زمیں

جس شاخ کے اوپر میوہ ہوتا ہے وہ نیچے جھکتی ہے بھائی! وہ اوپر کبھی نہیں جاتی، علماء کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ ان کے اندر تواضع ہو، ان کے اندر اخلاق ہوں انہیں کوئی پہچان نہ سکے کہ یہ اتنا بڑا عالم ہے۔

شیخ الہندؒ کی تواضع

اجمیر میں مولانا معین الدین اجمیری صاحبؒ ایک بہت بڑے حیثیت کے آدمی تھے، وہ علماء دیوبند کے بارے میں سنتے رہتے تھے کہ ان کے اخلاق بہت اونچے ہیں اور بڑے تواضع والے ہیں وغیرہ، تو انہوں نے سوچا کہ ان علماء دیوبند کو دیکھنا چاہئے وہ کیسے ہیں؟ تو دارالعلوم دیوبند کا قصد لے کر بغیر اطلاع کے دیوبند تشریف لائے، دیوبند کے اسٹیشن پر جہاں ٹانگے کھڑے رہتے تھے وہاں اتر کر کسی ٹانگے والے سے کہا کہ کسی مولوی صاحب کے یہاں لے جاؤ، تو اس نے کہا کہ آپ کو بڑے مولانا کے یہاں لے جائیں؟ یعنی حضرت شیخ الہندؒ کے یہاں -دیوبند میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے مولانا کہا جاتا تھا- بہر حال ٹانگے والے نے کہا کہ آپ کو بڑے مولانا کے یہاں لے جائیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بڑے مولانا کے یہاں لے جاؤ! اب ٹانگے میں سامان رکھا اور سوار ہو گئے، گرمی کا زمانہ تھا، اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا قد پستہ اور جسم نحیف تھا، میں جب شیخ الہندؒ کے حلیہ کے باب میں یہ عبارت پڑھتا ہوں تو

مجھے حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ کا یہ جملہ یاد آتا ہے جو انہوں نے صدیق اکبرؓ کے بارے میں لکھا ہے ''وَكَانَ نَحِيفاً فِي جسمِه قَوِيًّا فی عَزْمِه''(۱۹) یہی حال حضرت شیخ الہند کا تھا اور میں نے حضرت بنوریؒ کو ڈابھیل میں ایک تقریر کے دوران حضرت شیخ الہند کے باب میں کسی انگریز کا یہ قول نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ ایک انگریز یہ کہہ رہا تھا:

''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ساڑھے تین فٹ کے ایک آدمی نے ہماری حکومت کو کیسے ہلا کے رکھ دیا''

اتنا بڑا عالم جو دارالعلوم دیوبند میں چالیس سال تک بخاری شریف کا درس دیتا رہا، وہ گرمی کے زمانہ میں بنیان اور لونگی پہنے ہوئے گھر میں موجود ہے، کسی نے کہا حضرت! کوئی مہمان آئے ہیں، تو باہر تشریف لائے اور مولانا معین الدین صاحب کا بستر خود ہی اٹھالیا، اور گھر میں لے گئے تو مہمان یہ سمجھے کہ یہ بڑے مولانا کے کوئی خادم ہوں گے، تو انہوں نے کہا کہ بھائی! دیکھو مولانا صاحب کو اطلاع کرو کہ اجمیر سے معین الدین آیا ہے، آپ نے فرمایا، حضرت تشریف رکھیں، اطلاع ہو جائے گی، پھر ان کا سامان اٹھایا سلیقہ سے رکھا اور گھر میں جا کر شربت لے آئے، اب پھر یہ پوچھنے لگے بھائی! آپ نے مولانا صاحب کو اطلاع کی، فرمایا حضرت! اطلاع ہو جائے گی، پھر چونکہ گرمی کا زمانہ تھا اس لئے شیخ الہند خود پنکھا جھولنے لگے- وہ دیوبند میں جو بڑے بڑے پنکھے ہوتے ہیں وہ- مولانا معین الدین کہنے لگے کہ بھائی تم بہت دیر سے کہتے رہتے ہو اطلاع ہو جائے گی اور تم بڑے مولانا کو خبر ہی نہیں دے رہے کہ اجمیر سے ایک مہمان آیا ہے کیا کر رہے ہو، اتنی دیر سے؟ بڑے مولانا کو اطلاع کرو! تو حضرت شیخ الہندؒ کیا فرما رہے ہیں معلوم ہے؟ مولانا! بڑے مولانا تو یہاں کوئی نہیں ہے البتہ محمود الحسن نام کا ایک شخص یہاں رہتا ہے وہ میں ہی ہوں۔

درس عبرت

کہاں سے لائیں ہم ایسے آدمی! یہ صفات ہمارے اندر کیسے پیدا ہوں گی؟ جب تک ہم

(۱۹) ترجمہ: حضرت صدیق اکبرؓ جسم کے کمزور لیکن بلند حوصلہ و عالی ہمت تھے۔

بار بار ان حضرات کی سوانح کو نہیں پڑھیں گے وہاں تک کچھ نہیں ہوگا، ان حضرات اہل اللہ کی سوانح کو بار بار پڑھو! تو یہ پتہ چلے گا کہ ہمارے یہ اکابرین کیسے تھے؟ انہوں نے اپنے آپ کو کیسا مٹایا تھا؟ کچھ تو پڑھو میرے بچو، کچھ تو پڑھو!

حضرت نانوتویؒ کی تواضع

حجۃ الاسلام الامام النانوتوی جن کا احسان پوری اسلامی دنیا پر ہے، وہ کسی جلسہ میں گئے جو لوگ استقبال کے لئے آنے والے تھے ان کو ذرا تاخیر ہوگئی تو حضرت ٹرین سے اتر کر اسٹیشن سے باہر نکل گئے، انگریزوں کا زمانہ تھا، کسی پولیس والے نے دیکھا کہ ایک لونگی پہنا ہوا شخص ہے حضرت نانوتوی لونگی باندھتے تھے اور لال رنگ کا رومال ڈالتے تھے۔ تو اس نے کہا اب! ادھر آؤ! آپ اس کے پاس چلے گئے اور کہا کیا ہے بھائی؟ وہ کہنے لگا یہ صندوق اٹھاؤ، فرمایا: بہت اچھا اور حضرت نانوتوی نے وہ صندوق اٹھالیا، تھوڑی دیر چلے کہ وہ حضرات جو حضرت والا کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ حضرت صندوق سر پر اٹھا کر چل رہے ہیں اور کوئی پولیس والا ساتھ چل رہا ہے، تو سب لوگ آکر ارد گرد جمع ہوگئے اور سامان لینے لگے، پولیس والے کو احساس ہوا کہ یہ تو کوئی بڑا آدمی ہے، جبھی تو اتنے سارے آدمی ان کو لینے آئے ہیں اور دوڑ کر ان کے پاس سے سامان اٹھانے لگے ہیں، تو حضرت فرمانے لگے بھائی! اسے کچھ نہ کہیں، یہ بیچارہ کمزور تھا اس نے ایسا سوچا کہ میں مضبوط آدمی ہوں تو مجھے کہا صندوق اٹھاؤ اور میں نے اٹھالیا۔

سوز دروں

اے میرے عزیزو! اگر آپ کو علم سیکھنا ہے تو اس انداز کا سیکھو! اگر دنیا میں دین کا کام کرنا ہو تو اپنے آپ کو اس طرح مٹاؤ جیسے حضرت نانوتویؒ نے اپنے آپ کو مٹایا، شیخ الہندؒ نے مٹایا، شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ نے مٹایا، میں کہاں کہاں تک ان حضرات کی باتیں آپ کو سناؤں، کیسے

کیسے تھے یہ لوگ!! جب تک آپ اپنے آپ کو مٹائیں گے نہیں، تب تک علم کی برکات اور انوارات حاصل نہیں ہوگی۔

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے   کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار بنتا ہے

تکبر بری شئ ہے

جو سر اٹھاتا ہے وہ تو کچل دیا جاتا ہے۔

حباب بحر کو دیکھو وہ کیسا سر اٹھاتا ہے   تکبر وہ بری شئ ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

کبر اللہ تعالیٰ کو ذرا بھی پسند نہیں ہے۔

الکبریاء ردائی[20]، اللہ فرماتے ہیں کہ کبریائی تو میری چادر ہے جو اس کو کھینچنے کی کوشش کرے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا، اللہ ہمیں کبر سے بچائے، اور ہمارے اندر تواضع پیدا فرمائے۔

اذکروا محاسن موتاکم

اصل میں ان علماء واہل اللہ کا تذکرہ اسی لئے کیا جاتا ہے تاکہ ان کی خوبیوں سے ہم آگاہ ہوکر انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اذکروا محاسن موتاکم[21] اپنے میت کے محاسن کا ذکر کرو تاکہ لوگوں کو عبرت ہو، یہ جو جلسے کئے جاتے ہیں، اور یہاں بیان کیا جاتا ہے وہ اس لئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ ایسے بڑے بڑے لوگ تھے وہ چلے گئے اور یہ لوگ کیسے کاملین تھے! اور ہمارا کیا حال ہے، اپنے آپ کا تقابل کرو کہ ہمارے

(۲۰) الکبریاء ردائی، والعظمة إزاری، فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار۔ الحدیث القدسی، رواه أبو داود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر۔ وأصل الحدیث فی مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الکبر۔ (۲۱) اذکروا محاسن موتاکم، وکفوا عن مساویهم۔ أخرجه الترمذی فی أبواب الجنائز، وقال هذا حدیث غریب۔ وأبو داود فی الأدب۔ وله شواهد فی المستدرك للحاکم والجامع الصحیح للبخاری والسنن للنسائی۔ فالحدیث حسن بهذه الشواهد۔

اندر کتنی کمی ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ایک دیگچی لے کر محلّہ میں دودھ لینے کے لئے جانا ہو تو ہم کو شرم آتی ہے ، اگر کسی مولوی صاحب سے کہا جائے کہ ذرا یہ دیگچی لے کر دودھ لے آیئے تو کہیں گے کہ میں فلاں ادارے کا مدرس ہوں، میں کہاں یہ سودہ سلف لینے جاؤں گا۔

حضرت مدنیؒ کی تواضع

حضرت مدنیؒ کا یہ حال تھا کہ حضرت شیخ الھندؒ کے انتقال کے بعد ایک دن حضرت کے گھر میں بہت سارے علماء تشریف فرما ہیں اتنے میں حضرت مدنیؒ تشریف لائے ، اتفاق سے گھر میں سے ایک چھوٹی سی بچی باہر آئی ، اس کے ہاتھ میں خون کے دھبے والی تھیلی تھی - وہ جس تھیلی میں گوشت لایا کرتے ہیں نا وہ تھیلی - بچی کہنے لگی کہ ''اماں جی یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی جا کر ذرا گوشت لے آوٴ'' حضرت شیخ الاسلامؒ فوراً کھڑے ہوئے اور فرمایا لاؤ مجھے دے دو، تو اور لوگ بھی کھڑے ہوئے اور کہا کہ حضرت آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا: حسین احمد کے شیخ کے گھر کی چیز لانا حسین احمد کا کام ہے، وہ ہی میلی تھیلی لے کر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قصائی کے یہاں گئے ، اور گوشت لا کر دیا کہ جاؤ! اماں جی کو دے آؤ! ان حضرات کی زندگی سے یہ باتیں ہمیں سیکھنی ہیں۔

مرنے والوں کی خوبیاں کیوں بیان کی جاتی ہیں؟

ابھی میں ایک کتاب دیکھ رہا تھا اس میں امام شافعیؒ سے متعلق لکھا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے: ہم جو تعزیت کر رہے ہیں وہ اس لئے نہیں کر رہے ہیں کہ جانے والا جا چکا ہے ہم تو رہنے والے ہیں، ایسا نہیں ہے، یہ تو ہماری پاکیزہ شریعت کا ایک حصہ ہے کہ مرنے والوں کی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں اور ان کے اوصاف کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ سننے والے عبرت پکڑیں کہ ہم لوگ بھی طالب

علم بن کر مدرسہ میں آئے ہیں، ہمیں بھی ایسا بننا ہے، اور ایسی پاکیزہ زندگی گزار کر دنیا سے جانا ہے، ہمیں ایسی استعداد پیدا کرنی ہے، ہمیں ایسی تواضع اختیار کرنا ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ کا ایسا تعلق پیدا کرنا ہے، بہرحال جانے والوں کی زندگی سے یہ سبق ملے اس لئے جانے والوں کے اوصاف کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اس سال علماء کی وفیات کی کثرت

پرسوں میں نے ۲۰۱۷ء میں جن علماء کا انتقال ہوا ان کی لسٹ بنائی تو دیکھا کہ امسال بڑے بڑے اٹھارہ علماء انتقال فرما گئے، اور ان میں اکثر محدثین ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ قرب قیامت میں علم اٹھالیا جائے گا[۲۲]، پوچھا گیا تھا کہ علم کس طرح اٹھے گا؟ تو فرمایا کہ بِقَبْضِ العلماء[۲۳]، علماء کو اٹھانے کے ذریعہ، اس لئے کہ جو جاتا ہے وہ خلا چھوڑ جاتا ہے، ہمارے کتنے اکابرین گذر گئے، ان کے نام سے ہم روٹیاں تو ضرور کھاتے ہیں لیکن میرے دوستو! ان جیسے اعمال کرنے کے لئے ہم تیار نہیں۔

ذَهَبَ الذين يُعَاشُ فى أَكنافِهم

اللہ رب العزت ان مرحومین کی مغفرت فرما کر ان کے درجات کو بہت بلند فرمائے، اللهم أَمْطِرْ عليهم شَآبِيبَ رَحْمَتِكَ و رِضوانِك، اللہ ان پر اپنی رحمت اور اپنی خوشنودی کی بارش برسائے، یہ تو زندگی پاکیزہ بنا کر چلے گئے، اور ہم لوگ یہاں رہ گئے ہیں

---

(۲۲) لا تقوم الساعة حتى يقبض العلم ـــ أخرجه البخارى فى الاستسقاء۔

(۲۳) إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء۔ أخرجه البخارى فى العلم ، باب كيف يقبض العلم۔

ذَهَبَ الذین یُعَاشُ فی أکنافِهِم(۲۴) ؎

وہ لوگ چلے گئے جن کی سرپرستی میں ہم لوگ زندگی گزارتے تھے اور بعیر اجرب کی طرح بھٹک رہے ہیں، معلوم نہیں ہم لوگوں کا وقت کب آنے والا ہے، ، اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ کی دولت سے مالامال فرمائے، ہر ایک شخص کو سوچنا ہے کہ جب اتنے بڑے بڑے آدمی نہیں رہے تو ہم کس طرح رہیں گے ؎

بشر کو چاہئے کہ خیالِ قضا رہے ہم کیا رہیں گے جب رسولِ خدا نہ رہے

لیکن ہمیں دنیا سے کیسے جانا ہے، ہم اللہ کی خوشنودی لے کر دنیا سے جائیں گے یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لے کر جائیں گے، اس کو سوچو، اس پر غور کرو، میرے بھائیو! روزانہ سوچو کہ میری زندگی کس رخ پر جارہی ہے، اسی بات کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

جان جملہ علمہا این ست و ایں کہ بدانی من کیم در یوم دیں

---

(۲۴) پورا شعر اس طرح ہے :

ذَهَبَ الذین یُعاشُ فی أکنافِهِم وبَقِیتُ فی خَلْف کجِلْد الأجْرَبِ

ترجمہ: وہ حضرات چلے گئے جن کی چھاؤں میں زندگی گزر رہی تھی، اور اب میں ایسے ناخلف لوگوں میں رہ گیا جن کا کردار خارش زدہ اونٹ کی کھال کی طرح زخمی ہے۔

یہ شعر زمانۂ جاہلیت کے نامور شاعر لبید بن ربیعہ عامری کا ہے، جس کے بارے میں نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہو وہ لبید کا یہ قول ہے ألا کل شیئ ما خلا الله باطل (اللہ کے سوا ہر شیئ نکمی ہے) نیز لبید اصحاب قصائد معلقات میں سے بھی ہیں جس سے شعر گوئی میں آپ کے پایۂ بلند کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے اسلام کا زمانہ بھی پایا اور سلیم الفطرت ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا، اور پھر شعر کہنا بالکل ترک کر دیا، چنانچہ زمانۂ اسلام میں کوئی شعر نہ کہا سوائے ایک شعر کے، جو بقول بعض یہ ہے:

ما عاتَبَ المرءُ الکریمُ کنفسِهِ والمرءُ یُصلِحُه الجلیسُ الصالحُ

شریف آدمی اپنی ذات سے زیادہ بہتر کسی کو ڈانٹ نہیں پلاتا اور کسی بھی شخص کی اصلاح تو نیک ہم نشین ہی کر سکتا ہے۔

لبید کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور آپ نے بہت لمبی عمر پائی تھی۔

(دیوان لبید: باب الباء، طرب الفؤاد۔ والأعلام للزرکلی، ج۵ ص ۲۴۰، وکتب التراجم الأخر)

تمام علوم جو سیکھتے ہیں اس کی جڑ یہی ہے اور اس کی لم یہ ہے کہ کم سے کم تم یہ جاننے لگو کہ قیامت کے دن تمہاری کیا پوزیشن ہوگی، قیامت میں جب میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں گا تو میری کیا پوزیشن ہوگی، ؎ جان جملہ علمہا این ست وایں کہ بدانی من کیم در یوم دیں

خون جگر

اللہ کرے ہمارے دلوں میں یہ بات اتر جائے، اس لئے کہ یہ بات علماء اور طلبہ کے دلوں سے نکل رہی ہے، ہم پر دنیا طلبی کا غلبہ زیادہ ہے، ہم چاہتے ہیں کہ علم کی وجہ سے ہم زیادہ سے زیادہ دنیا طلب کرلیں، ہماری شہرت ہوجائے، ہمارے پاس چیزیں جمع ہوجائیں، لیکن ہمارے اکابرین یہ نہیں چاہ رہے تھے، اسی لئے کہتا ہوں بھائی ان بزرگوں کی زندگی ہمارے لئے روشنی کا منارہ ہے، اس کو سامنے رکھو اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرو اور محنت کرو، علم کے پیچھے خوب محنت کرو، آپ کا کام تو کتاب کے سوا کچھ اور ہے ہی نہیں، آپ کا سب سے بہترین دوست کتاب ہے، اس سے اچھا کوئی دوست نہیں، سب سے پکا دوست اگر کوئی ہوسکتا ہے کہ وہ کتاب ہے۔

أَعَزُّ مكانٍ فی الدُّنٰی سَرُجُ سَابِحٍ

متنبّی کہتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزت کی جگہ گھوڑے کی زین ہے، وہ عربی گھوڑے کی بات کررہا ہے، ہمارے ہندوستان میں جو گھوڑے ہوتے ہیں وہ تو ٹٹو ہیں، عرب میں جو گھوڑے ہوتے ہیں متنبّی ان گھوڑوں کے بارے میں کہہ رہا ہے۔

أعزُّ مکانٍ فی الدنٰی سَرُجُ سابحٍ وخیرُ جلیسٍ فی الزمانِ کتابُ

زمانہ میں تمہارا بہترین ساتھی کتاب ہے، اس لئے بس اسی کے ساتھ دوستی بناؤ، چلتے پھرتے جب مسجد میں آگئے اور جماعت کھڑی ہونے میں تھوڑی دیر ہے تب بھی کتاب کھول کر

بیٹھ گئے اور ایک صفحہ دیکھ لیا، ہم نے دیوبند اور سہارنپور میں ایسے طلبہ دیکھے ہیں جو ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے، اور ایسا ہی طالب علم پڑھ سکتا ہے، اور جید الاستعداد بن سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان بزرگوں کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور تمام طلبہ وعلماء کو بھی۔

کیونکہ نئے تعلیمی سال کا آغاز تھا تو میں نے سوچا کہ ان بزرگوں کی زندگی کی روشنی میں دو چار باتیں پیش کردوں، ورنہ میں تو بیمار ہوں، مجھے چکر آنے لگے ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، بھائی! کوئی صاحب اب دعا کرادے۔

پھر سب کی درخواست پر حضرت والا ہی نے دعا کرائی۔

اللهم صل على سيدنا ونبينا وحبيناو مولانا محمد وعلى آل سيدنا وحبيبنا ومولانا محمد وبارك وسلم،

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد كما تحب وترضى بعدد ما تحب وترضى،

اللهم اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فى امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين،

اللهم ربنا اٰتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة إنك لاتخلف الميعاد،

اللهم ربنا هب لنا من ازواجنا وذرياتنا قرة أعين واجعلنا للمتقين اماما،

اللهم اغفر لهم وارحمهم وسكنهم فى الجنة،

اللهم اغفر لهم وارحمهم وسكنهم فى الجنة،

اللهم أمطر عليهم شاٰبيب رحمتك ورضوانك وجودك وكرمك يا ارحم الراحمين،

اے اللہ! ان بزرگوں نے اپنی پوری زندگی تیرے علم کے لئے گزاردی ان کی محنتوں کو

قبول فرما کر جنت کے بلند درجات عطا فرما،

اے اللہ! ان کے تمام حسنات کو قبول فرما،

اے اللہ! اگر ان سے کوئی سیئات ہوگئی ہو تو ان سے تجاوز فرما،

اے اللہ! ان کی قبروں کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنا، ان کی قبروں کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنا، ان کی قبروں کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنا،

اے اللہ! یہ مرحومین جتنے بھی جا چکے ہیں ان کی بلند صفات اور بلند اخلاق اختیار کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیں توفیق عطا فرما،

اے اللہ! دنیا میں سے ایسے لوگ آہستہ آہستہ جا رہے ہیں، یا اللہ! ہمارے ان بچوں میں سے ایسے افراد پیدا فرما جو اپنی زندگی کو علم ہی کے لئے وقف کردیں، اور ان کے نقش قدم پر چل کر ان کی روایات کو قائم کریں،

یا اللہ! ہمارے ان اداروں کی حفاظت فرما،

اے اللہ! ہمارے اداروں میں صلاح پیدا فرما،

یا اللہ! اپنی خاص رحمت سے ان اداروں کی حفاظت فرما، غیب سے اسباب خیر پیدا فرما،

اے اللہ! شریروں کی شرارت سے، بری نظر والوں کی بری نظر سے، سازش کرنے والوں کی سازشوں سے

یا اللہ! ہمارے ان اداروں کی حفاظت فرما،

اے اللہ! اللہ والے بندے پیدا فرما،

ہمارے ان اداروں میں ذاکرین پیدا فرما، صالحین پیدا فرما، متقی و پرہیزگار اصحاب علم پیدا فرما، تیرے لئے جینے اور مرنے والے پیدا فرما، جن کی زندگی کا مقصد ہی تیری رضا ہو ایسے لوگ پیدا فرما،

اے اللہ! ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، مولیٰ! ہم بہت گنہگار ہیں،

ہم تو دنیا کے لئے پڑھ رہے ہیں، اس دنیا کی محبت ہمارے دل سے نکال دے، اے اللہ! دنیا کی محبت نکال کر آخرت کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما،

اے اللہ! قیامت میں آپ کے سامنے کھڑے ہونے کا ڈر ہمارے دلوں میں پیدا فرما جیسے یہ لوگ ڈرتے تھے، یہ لوگ جیسے تیرے حساب وکتاب کا تصور کر کے روتے تھے ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرما، ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت و تعلق عطا فرما،

اے اللہ! ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے نام لیوا ہیں جیسی محبت ہمارے دلوں میں ہونا چاہئے اے اللہ ویسی محبت نہیں ہے،

اے اللہ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت عطا فرما اور ہمیں متبع سنت بنا دے،

اے اللہ! ہمیں حافظ قرآن بنا، ہمیں عامل قرآن بنا،

اے اللہ! آپ ہی علم عطا فرمائیں گے، آپ ہی عمل کی توفیق عطا فرمائیں گے، ہمیں علم سے نواز دے،

اے اللہ! ہماری نصرت فرما، اے اللہ! ہماری نصرت فرما، شیطان ہمیں دوسرے راستوں پر لے جاتا ہے

اے اللہ! اس کے مکر سے اور اس کے کید سے ہماری حفاظت فرما،

اے اللہ! تمام مرحومین کی مغفرت فرما،

اے اللہ! ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرما، یا اللہ! ہمارا خاتمہ لا الہ الا اللہ پر فرما،

اے اللہ! سب کا وقت قریب ہو رہا ہے اے اللہ! تو ایمان پر خاتمہ فرما،

اے اللہ! موت تو مسلمان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں ہے،

اے اللہ! تو ایمان پر خاتمہ فرما، تیری یاد ہماری زبان پر جاری ہو، یا اللہ! اس کی ہمیں توفیق عطا فرما، اللھم تقبل منا إنك انت السميع العليم، وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم، وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، برحمتك يا ارحم الراحمين۔

کچھ یادیں

ازمرتب عمران بن حسن خانپوری
خادم تدریس دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

الحمد للّٰہ رب العالمین،والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلیٰ اٰلہٖ وأصحابہٖ أجمعین ،

امابعد!

اللہ رب العزت کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس نے ماہِ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ میں استاذ گرامی امام التفسیر وشیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر حضرت مولانا یوسف صاحب ٹنکاروی دامت برکاتہم کی معیت وصحبت میں مظاہرعلوم سہارنپور حضرت امیرالمؤمنین فی الحدیث وشیخ المشائخ شیخ یونس صاحب جونپوریؒ کی خدمت بابرکت میں حاضری کی توفیق عطافرمائی۔حسبِ ارادہ احقر کا شیخ کے یہاں خدمت وشرکتِ دروس کے لئے تقریباً ایک ماہ قیام رہا،اورشیخ کے علاوہ دیگر مشائخِ حدیث کے دروس میں بھی شرکت کا موقع ملا،جس سے الحمدللہ بے انتہا نفع ہوا، زندگی کے وہ حسین لمحات اور یادوں کی چاشنی آج بھی شہد کی طرح شیریں محسوس ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذریعۂ نجات ومغفرت بنائے آمین۔

احقرنے ان دروس اوراُس وقت کے تأثرات کوقلمبند کرنے کی کوشش کی تھی، آج اسے نہایت اختصار کے ساتھ اس رسالہ میں ضمیمہ کے طور پر لاحق کرتاہوں تاکہ حضرت مفکرِ ملّت دامت برکاتہم کے خطاب پر مشتمل اس رسالہ کے حسن وجمال کونظر نہ لگ جائے، کہتے ہیں کہ ’’خوبصورت اورعمدہ چیز پرکالا ٹیکا لگادوتو نظرنہیں لگتی‘‘ ’’**والعین حقٌ**‘‘ (متفق علیہ)

حضرت شیخ یونس صاحبؒ کا درس خاص محدّثانہ شان کا اصطلاحی زبان میں ہوتا تھا، الفاظ مختصر مگر معانی کو جامع ہوتے، غرضیکہ آپؒ کا درس دریا بہ کوزہ کا مصداق اورمواد ہی مواد سے پُر ہوتا، بیانِ مذاہب ومسالک کا حال تواللہ اللہ ایسا محسوس ہوتا کہ ائمۂ متبوعین وغیر متبوعین سبھی کے

مذاہب، قولِ راجح، مرجوح، قولِ قدیم اور جدید سب پر گہری اور دقیق نظر ہے، نقد وجرح، ترجیح قول، وجہِ ترجیح، پھر حضرت والاؒ کی ذاتی رائے اور اس کی پُشت پر ٹھوس محدّ ثانہ دلائل پیش فرماتے، اور مسئلہ الم نشرح ہو جاتا۔ کل الصید فی جوفِ الفرا کہہ لیں، یا ھو ابنُ بَجْدَتِھا کہہ لیں یا پھر کہہ لیں۔

اِذا قالتْ حَذَامِ فصَدِّقوھا فاِنَّ القولَ مَا قالت حَذامِ

دورانِ درس یا مجلس میں جب وعظ ونصیحت فرماتے تو - خدا کی قسم - دل چیر کر اندر تک اتر جاتی اور دل میں اس کا ایک خاص اثر محسوس ہوتا، سستی وکاہلی اور غفلت پر جب زجر وتوبیخ یا توجیہ وتنبیہ ہوتی اور ڈانٹ پڑتی تو وہ منظر دیکھنے کے قابل ہوتا، لیکن دوسرے وقت پھر دل جوئی فرما کر اس نشتر پر مرہم رکھ دیتے، اور کبھی کبھی دل لگی بھی فرماتے، تو آپ کا عاشق وشیدا جھوم جھوم جاتا۔

کتب حدیث وفقہ تو گویا آپ کے قوی ترین حافظہ میں محفوظ تھیں ہی، لیکن ایسا لگتا تھا کہ مصنفین کے مزاج ان کی ذکاوت، مقدارِ ذہانت، ان کے علمی اُفق کی وسعت، فکر کی بلندی اور ذوق ووِجدان تک سے واقف ہیں۔

ایک آدھ واقعہ سے باذوق قارئین کی ضیافت کرنا چاہتا ہوں۔

ایک مرتبہ جب تقریباً صبح نو بجے آپ مطالعہ فرما رہے تھے اور احقر آپؒ کی بابرکت صحبت میں بیٹھے بیٹھے چہرۂ انور کے دیدار میں مشغول تھا کہ ارشاد ہوا ''ارے گجراتی!''۔ جی حضرت!۔ ''ارے دیکھ یہاں مجھے ایک اشکال ہے، لیکن جس نوع کا یہ اشکال ہے شُرّاحِ بخاری میں سے کون ہے جس کو یہ سوال ہوسکتا ہے؟'' پھر فرمانے لگے ''ہاں! دیکھ سندھی ہی ایسا ذہین آدمی ہے جس کو اتنا دقیق اشکال ہوسکتا ہے، سندھی (علامہ سندھیؒ) کی شرحِ بخاری نکال کر لا!'' میں نے اُٹھ کر شرحِ سندھی کا وہ مقام کھول کر یہ عرض کرتے ہوئے پیش کیا کہ حضرت! علامہ سندھیؒ نے یہ اشکال اٹھایا ہے، اور جواب بھی لکھا ہے۔ تو فرمایا: ''ہاں! میں کہتا تھا نا کہ وہی لکھ سکتا ہے'' پھر اس کا بغور مطالعہ فرما کر کہنے لگے، سندھی نے لکھا تو ہے مگر وہ بہت مختصر عبارت لکھتے ہیں، تعقید ہو جاتی

ہے، میں اس کی توضیح کرتا ہوں اور پھر اپنے نسخۂ بخاری میں اس مقام پر تحریر فرماتے رہے۔

دورانِ درس پند ونصیحت کے بارے میں پیچھے میں عرض کر چکا ہوں۔ چنانچہ بخاری شریف، کتاب الجنائز، باب عذاب القبر من الغیبۃ والبول کی تشریح کے دوران فرمایا:

بچّو! اپنی زبان بند کرو!، پرہیز کرو، قبر سے مراد زمین کا گڑھا نہیں بلکہ عالمِ برزخ ہے...... ابھی وقت ہے، تیاری کرو، توبہ واستغفار کرلو، دل سے ندامت اور فوراً گناہ چھوڑ دینے اور آئندہ کے لئے ترکِ گناہ کا عزمِ مصمم کرنے کو توبہ کہتے ہیں، اس سے باطن کی ساری تاریکی کافور ہو جاتی ہے، یہ ساری ظلمات کا کاٹ کر رکھ دیتی ہے، ایک ندامت ہی کی تو ضرورت ہے، اپنے اندر احساس پیدا کرو، جب ہاتھ سے بات نکل جائے گی تو کفِ افسوس ملنے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا، ابھی سے پکّا عزم کرلو کہ تم کوئی گناہ نہیں کروگے بچّو! (سب نے کہا ان شاء اللہ)

دورانِ درس کسی مناسبت سے جب کبھی مزاح فرماتے تو مجلس زعفران زار ہو جاتی اور شیخ بھی جب مسکراتے تو ایسا لگتا جیسے چودھویں کا چاند چمک رہا ہے، وہ دمکتا ہوا چہرہ، آج بھی آنکھوں میں تازہ ہے۔ چنانچہ ایک سلسلۂ درس میں مولانا حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''مَن کان مولانا فلُنگیه ایضاً مِن کمپنی مولانا''

پھر فرمایا مَیں بھی ''مولانا'' کمپنی کی لنگی پہنتا ہوں۔ (اس پر حاضرین بہت ہنسے)

بہر حال یادیں تو بہت ہیں، لیکن نہ تو یہاں اس کا موقع ہے اور نا ہی میں اس لائق کہ اسے بیان کروں، بڑے بڑے مشائخ شیخؒ کے شاگردوں میں ہیں جو وفات کے بعد سے اب تک مختلف مقالے، مضامین لکھ رہے ہیں۔

یہاں تو رسالہ میں دو تین صفحے بچ رہے تھے اور مجھے بھی خیال آ گیا کہ کالا ٹیکا لگ جائے اور رسالہ نظرِ بد سے محفوظ ہو جائے، اس لئے تھوڑی سی خامہ فرسائی کردی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرتِ والا کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے، اور علمِ حدیث اور تقویٰ وطہارت سے حظِّ وافر نصیب فرمائے، تو اس کے کرم سے کیا بعید ہے!!۔

☆☆☆

رثاء للشيخ المحدث العلامة يونس الجونفوری رحمه اللّٰه

الشیخ محمد ارشد بن عبدالغفور الندوی

اِنَّ السماءَ بكتْ والأرضُ قد صرختْ		كأنّما زُلزِلتْ بالموتِ دنيانَا
كأسُ المَرارةِقد زادتْ مرارتَنِا		وأغْدَقَ الغمُّ والأحزانُ وُديانَا
لمَّا سَرىٰ نَعيُه مِن كلِّ ناحيةٍ		فاضتْ عيونُ جميعِ النّاسِ طُغيانَا
شيخُ المشايخِ فی علمِ الْحديثِ له		أسفارُه شَيَّدتْ للعلم بُنيانَا
أهلُ الحديثِ يَرَوْنَ الشيخَ تاجَهمْ		علىٰ رؤوسِهمْ نوراً وّإيمانَا
كمْ مِن نفوسٍ أنارتْ مِن مجالسهٖ		زادتْهمْ بالهدىٰ تقوىٰ وإيمانَا
لهٗ معارفُ فی بحرِ الحديثِ بها		مضىٰ يُعلِّمُ جِيلاً فاقَ أقرانَا
علمُ الحديثِ يُباهِی باسْمهٖ دَهْراً		فأوقَدَتْ رُوحُهٗ بالحقِّ تِبيانَا
فلا وَرِبّکَ لَمْ تَفْتُرْ عزيمتُهٗ		فشرْحُهٗ للبخارِی امْتدَّ أزمانَا
يا مَنْ صَبَبْتَ كُؤوسَ الْعلمِ طافحةً		بِفيضِ عِلْمِک قد أتْرَعْتَ أذهانَا